AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title Hadith Husn e Lighairihi ki Hujjiyat our Sharait, Jamhoor Muhaditheen kay Aqwal ki Roshni Main

Author (s): Dr. Shahzada Imran Ayub
Dr. Malik Kamran

Received on: 02 November, 2020
Accepted on: 15 Ferbruary, 2021

Published on: 18 March, 2021
Citation: English Names of Authors, " Hadith Husn e Lighairihi ki Hujjiyat our Sharait, Jamhoor Muhaditheen kay Aqwal ki Roshni Main", AL-ILM 5 no 1 (2021):76-90

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

حدیث حسن لغیرہ کی حجیت اور شرائط

جمہور محدثین کے اقوال کی روشنی میں

ڈاکٹر شہزادہ عمران ایوب*

ڈاکٹر ملک کامران**

ABSTRACT

This research paper primarily aims to describe the "Hujjiyat" (Validity and Authority) of Hadith Hasan Lighairihi (Hasan due to others).According to the reliability and memory of the Ravi's (reporters or narrators), there are four types of hadith, fourth is Hadith Hasan Lighairihi.If there are multiple chains of narration of a Weak hadith, which compensate for its unreliability, then that Hadith will be known as Hasan Lighairihi. Distinguish between the slightly weak Hadeeth and those which are very weak or fabricated.According to Jamhoor (Majority) Muhaddiseen Hasan Lighairihi is Hujjat (valid and authority) in Fazail e Aamal as well as Ahkaam. According to the definitions of al-Tirmidhi and Ibn al-Salah, a number of similar weak hadiths on a particular issue can be raised to the degree of Hasan if the weakness found in their reporters is of a mild nature. Such a hadith is known as Hasan Lighairihi (Hasan due to others) However, in case the weakness is shadeed (severe) e.g., the reporter is accused of lying, such very weak hadiths will not support each other and will remain weak. Imam al-Tirmidhi has mentioned a Hadith in his Sunan, in the chain of narration of Imam al-Tirmidhi, there is Ravi (narrator) "Aasim" about whom Imam Ibn Hajar Asqalani has written Aasim is Daeef (weak) and unreliable, (the doaf of soo ul hifz found in Aasim).Although Imam al-Tirmidhi and Hafiz Ibn Hajar clearly mentioned that this Hadith raised to the degree of Hasan Lighairihi due to multiple chains of narration of this slightly weak Hadith.

Keyword: Validity, Authority, Reliability, Narrator, Hasan, Lighairihi

زیر نظر مضمون میں حدیث حسن لغیرہ کی حجیت کو بیان کیا گیا ہے۔ محدثین نے حدیث کی مختلف اعتبارات سے تقسیمات کی ہیں، ان میں سے ایک تقسیم صفاتِ راوی کے اعتبار سے خبر کی اقسام بھی ہے، اس تقسیم میں صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ شامل ہیں۔ "صحیح لذاتہ" وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو، تمام

---

* اسسٹنٹ پروفیسر و مدیر اعلیٰ ریسرچ میگزین **"التبیین"**، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

راوی ضابط وعادل ہوں اور اس حدیث میں علتِ قادحہ اور شذوذ نہ ہو۔ "صحیح لغیرہ" وہ حدیث ہے جس کے راویوں میں صحیح لذاتہ کی تمام شرائط پائی جائیں مگر ضبطِ راوی میں کچھ کمی ہو اور وہ کمی تعددِ طرق سے دور جائے۔ "حسن لذاتہ" وہ حدیث ہے جس کے راویوں میں صحیح لذاتہ کی تمام شرائط پائی جائیں مگر ضبطِ رواۃ میں کمی ہو اور وہ کمی کسی اور ذریعے سے پوری نہ ہو۔ چوتھی قسم "حسن لغیرہ" ہے۔

سابقہ تحقیقی مواد کا جائزہ

حدیث حسن لغیرہ کے حوالے سے جزوی ابحاث علوم حدیث کی مختلف کتب (مثلاً مقدمہ ابن الصلاح، تدریب الراوی، فتح المغیث، شرح نخبۃ الفکر اور قواعد التحدیث وغیرہ) میں بکھری ہوئی ہیں، علاوہ ازیں نور الدین عتر کی کاوش "الامام الترمذی والموازنۃ بین جامعہ وبین الصحیحین" میں بھی ایک مقام پر حدیث حسن کے مفہوم کو زیر بحث لایا گیا ہے، دکتور ربیع بن ھادی المدخلی کی کتاب "تقسیم الحدیث الی صحیح وحسن وضعیف بین واقع المحدثین ومغالطات المتعصبین" میں بھی جزوی طور پر حسن لغیرہ کی بحث موجود ہے، البتہ بطورِ خاص اس موضوع پر راقم کے علم کے مطابق کوئی تفصیلی تحریر سامنے نہیں آئی۔ اسی لئے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔

حدیث حسن لغیرہ کا معنی و مفہوم

حسن لغیرہ کے معنی و مفہوم کو علوم الحدیث اور مصطلحات الحدیث کے ماہر علماء نے مختلف الفاظ کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ بنیادی طور پر "حسن لغیرہ" علمائے متاخرین کی اصطلاح ہے اگرچہ اس کا وجود اس خاص نام کے بغیر علمائے متقدمین کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے "حدیث حسن لغیرہ" کی وضاحت "حسن لغیرہ" کی خاص اصطلاح استعمال کر کے کی ہے اور بعض نے اصطلاح کا استعمال کیے بغیر اسی بات کو بیان کر دیا ہے۔

علما کی بیان کردہ حسن لغیرہ کی تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ ایسی حدیث "حسن لغیرہ" کہلاتی ہے جس میں ضعف یسیر و قریب پایا جاتا ہو جیسے سوء حفظ، جہالت، تدلیس اور مرسل الاسناد ہونا وغیرہ، اور یہ ضعفِ یسیر، تعددِ طرق یعنی کسی متابع یا شاہد کے ذریعے دور ہو جائے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: "وہ حدیث جس کا حسن کسی جابر کی وجہ سے ہو جیسے حدیث مستور جب اس کے متعدد طرق ہوں "[1] اور اگر ایسا قرینہ پایا جائے جو موقوف فیہ حدیث میں قبولیت کو ترجیح دے دے تو وہ حدیث بھی حسن ہے مگر لذاتہ نہیں حسن لغیرہ ہو گی"[2]

امام سخاوی ؒ "فتح المغیث" میں لکھتے ہیں: "حسن لغیرہ اصل میں حدیث ضعیف ہے اس پر حُسن کسی جابر کے قوت دینے کی وجہ سے آتا ہے پس وہ ضعف جابر کی وجہ سے دور ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی قوت دینے والا جابر نہ ہو تو اس حدیث میں "صفت ضعف" باقی رہتی ہے"۔[3] نیز امام سخاوی "توضیح الابحر" میں لکھتے ہیں: "حسن لغیرہ" وہ حدیث ہے جس کی سند عادل مگر قاصر الضبط راوی سے متصل ہو یا کذب کے علاوہ کسی ضعف کے ساتھ متصل ہو جب اسے تقویت دی جائے اور اس کی سند غیر شاذ اور غیر معلول ہو"[4]

امام ابن جوزیؒ نے اگرچہ خاص "حدیث حسن لغیرہ" کی اصطلاح کو ذکر نہیں کیا، تاہم آپ نے اس کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے: "وہ حدیث جس میں ضعف قریب اور محتمل (یعنی دور ہونے والا) ہو اسے حدیث حسن کہتے ہیں، اس پر بناء کرنا اور عمل کرنا درست ہے"[5]

حسن لغیرہ کے مترادف اور ہم معنی الفاظ وتراکیب

حسن لغیرہ کے علاوہ بھی متعدد الفاظ اور تراکیب ایسی ہیں جن کا اطلاق ایسی حدیثِ ضعیف پر ہوتا ہے جس میں ضعفِ یسیر و قریب پایا جاتا ہے اور وہ ضعف، تعددِ طُرق یعنی متابعات و شواھد کے ذریعے دور ہو جائے۔ اس فصل میں حسن لغیرہ کے مترادف اور ہم معنی الفاظ کی تحقیق پیش کی جائے گی، جس سے یہ معلوم ہو گا کہ کسی حدیث کے حسن لغیرہ ہونے کے لیے صراحت کے ساتھ خاص اصطلاح "حسن لغیرہ" کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ ہر وہ لفظ اور ہر وہ ترکیب کافی ہے جو حسن لغیرہ کا مفہوم دے۔ اس بحث سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ حسن لغیرہ متقدمین اور متاخرین کے ہاں شائع وذائع ہے اور وہ اس سے حجت پکڑتے ہیں، اگرچہ بعض محدثین حسن لغیرہ کی خاص اصطلاح کی بجائے دیگر ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو حسن لغیرہ کا مفہوم دیتے ہیں۔ ذیل میں چند ایسے الفاظ اور تراکیب کو پیش کیا جاتا ہے جو حسن لغیرہ کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

(1) الحسن بمجموع الطرق، (2) الحسن لشواھدہ اولمتابعاتہ، (3) الحسن المجازی، (4) الحسن لشئی خارج اولامر خارج، (5) الضعیف المنجبر

جمہور محدثین کے نزدیک حسن لغیرہ کی حجیت

حسن لغیرہ اصل میں ضعیف حدیث ہوتی ہے مگر چند شرائط کے ساتھ تعددِ طُرق کی وجہ سے اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ جمہور محدثین اور اصولیین کے نزدیک حسن لغیرہ حجت اور مقبول ہے۔ یہ علماء اس حدیث سے حجت پکڑتے، استدلال کرتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ حسن لغیرہ سے استدلال کی بنیاد امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) کے زمانے میں پڑ گئی تھی، امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کے دور میں اس کو قوت ملی جبکہ اس قوت کی تکمیل حافظ ابن

صلاحؒ (م ۶۴۳ھ) کے زمانے سے کچھ عرصہ پہلے ہوئی۔ البتہ بعض اہل علم اس کے خلاف بھی رائے رکھتے ہیں جو جمہور سے جدا ہونے کے باعث شاذ اور ناقابل قبول ہے۔ ان کے ہاں ضعیف حدیث، دوسری ضعیف سے مل کر قوت حاصل نہیں کرتی بلکہ ضعیف ہی رہتی ہے اگرچہ اس حدیث کی اسناد کثیر ہوں، تعددِ طرق سے بھی انجبارِ ضعف نہیں ہوتا ہے۔ کمزور اور ہم مثل متابع جتنے بھی ہوں اس کی کمزوری دور نہیں ہو سکتی، یہاں تک کہ اگر ایک ہزار ضعیف سندیں بھی ہوں تب بھی اس ضعیف حدیث کا ضعف ختم نہیں ہو سکتا۔ ان عدم حجیت کے قائلین میں سے ایک نام حافظ ابن حزمؒ کا بھی ہے۔ ذیل میں حدیث حسن لغیرہ کی حجیت کے متعلق جمہور محدثین کے اقوال و دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) اور حجیت حسن لغیرہ

امام ترمذی نے اپنی "سنن ترمذی" میں "الحديث الحسن" کی جو اصطلاح استعمال کی ہے اس سے ان کی مراد "حدیث حسن لغیرہ" ہی ہے، آپ ہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے حدیث کی اس قسم یعنی "حدیثِ حسن" سے پردہ اٹھایا اور اس خاص اصطلاح سے ان کی مراد کیا ہے اس کو خود ہی واضح کیا۔

چنانچہ امام ترمذیؒ "العلل الصغیر" میں لکھتے ہیں: "ہم نے اپنی اس کتاب یعنی سنن ترمذی میں "حدیث حسن" کی جو اصطلاح استعمال کی ہے اس سے ہماری مراد وہ ہے جو سند کے اعتبار سے حسن ہو۔ ہمارے نزدیک "حدیث حسن" وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب نہ ہو، نہ ہی وہ حدیث شاذ ہو اور وہ حدیث تعدد طرق سے مروی بھی ہو"[6]

علامہ برہان الدین بقاعی (م ۸۸۵ھ) لکھتے ہیں: "میرے شیخ (ابن حجرؒ) فرماتے ہیں کہ امام ترمذیؒ نے حسن لغیرہ کو متعارف کروایا ہے"[7] زین الدین انصاری (م ۹۲۶ھ) امام ترمذیؒ کی مراد واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "جس حدیث کے بارے میں امام ترمذیؒ نے فقط "حسن" کی اصطلاح استعمال کی ہے اس سے ان کی مراد حسن لغیرہ ہے"[8]

امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) اور حجیت حسن لغیرہ

امام بیہقی حسن لغیرہ کی حجیت کے قائل ہیں، کبار تابعین کی مرسل حدیث آپ کے نزدیک حجت ہے۔ آپ اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ مختلف مرسل حدیثیں مل کر قوت پا جاتی ہیں اور قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔ اس پر ان کی کتب میں موجود درج ذیل نصوص شاہد ہیں۔

آپ "دلائل النبوہ" میں لکھتے ہیں: "مرسل روایت کرنے والا کِبار تابعین میں سے ہو، وہ تابعین کہ ان سے حدیث سننے والے جب ان کا تذکرہ کریں تو عادل شخص کی حیثیت سے اور ان کی خبر کی توثیق بھی کریں۔ اس طرح کا تابعی جب مرسل روایت کرے تو پھر اس کی مرسل کے بارے میں غور و فکر کیا جائے گا؛ اگر اس مرسل حدیث کو کوئی دوسری مرسل حدیث تقویت دے، یا پھر اس مرسل کے موافق کسی صحابی کا قول مل جائے، یا پھر عام اہلِ علم کا اس مرسل حدیث پر عمل ہو۔ ان شرائط کے ساتھ ہم حدیثِ مرسل کو احکام میں قبول کرتے ہیں"[9]

حافظ ابن صلاحؒ (م ۶۴۳ھ) اور حجیت حسن لغیرہ

حدیث حسن لغیرہ وہ حدیث ہے جس کی سند کے راویوں میں سے کوئی ایسا مستور ہو جس کی اہلیت متحقق نہ ہو، وہ راوی اپنی مروی حدیث میں غافل اور کثیر الخطاء نہ ہو، وہ حدیث میں متہم بالکذب نہ ہو یعنی اس سے حدیث کے بارے میں جان بوجھ کے جھوٹ بولنا ظاہر نہ ہو اور نہ ہی اور کوئی سببِ فسق ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ متن حدیث معروف ہو بایں طور پر کہ اس کا کوئی ایک یا ایک سے زائد متابع یا شاہد موجود ہو۔ یہاں تک کہ وہ اس متابع یا شاہد سے تقویت حاصل کرے۔ اس سے شاذ اور منکر حدیث "حسن لغیرہ" کی تعریف سے نکل جائیں گی، امام ترمذیؒ کا کلام بیان کردہ "حدیث حسن" کی قسم کے قبیل سے ہے[10]

امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) اور حجیت حسن لغیرہ

امام نووی کی کئی نصوص اس بات کی شاہد ہیں کہ آپ حسن لغیرہ کی حجیت کے قائل ہیں۔ ان میں سے دو بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔ "جب کوئی حدیث مختلف ضعیف اسانید سے مروی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقاً مجموعہ سے وہ حسن بن جائے بلکہ وہ حدیث جو راوی کے سوءِ حفظ کی وجہ سے ضعیف ہو، مگر وہ راوی صادق و امین ہو تو پھر اس حدیث کا ضعف، تعددِ طُرق سے زائل ہو جاتا ہے اور حدیث حسن بن جاتی ہے"[11]

امام نووی مزید لکھتے ہیں: "اگرچہ حدیث کی سندیں متفرد طور پر ضعیف ہیں مگر مجموعی طور پر ایک سند، دوسری کو قوی کر دیتی ہے اور حدیث حسن بن جاتی ہے اور اس سے استدلال بھی کیا جا سکتا ہے"[12]

امام زرکشیؒ (م ۷۹۴ھ) اور حجیت حسن لغیرہ

علامہ زرکشی حسن لغیرہ کی حجیت کے قائل ہیں، آپ اس بات کو مانتے ہیں کہ کسی حدیث کے متعدد ضعیف طُرق ہوں تو اجتماعی طور پر وہ حدیث قوت پا جاتی ہے۔ ابن حزمؒ کا یہ مؤقف ہے کہ اگر کسی حدیث کی ایک ہزار سندیں بھی ہوں تو حدیث کو قوت نہیں ملتی بلکہ وہ ضعیف کی ضعیف ہی رہتی ہے۔

امام زرکشیؒ اس مؤقف کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ابن حزمؒ نے جمہور علماء سے الگ مؤقف اختیار کیا... اس کی دلیل یہ ہے کہ ہیتِ اجتماعیہ کا اپنا ایک اثر ہوتا ہے"[13]

حافظ عراقی (م ۸۰۶ھ) اور حجیت حسن لغیرہ

حافظ عراقی ضعفِ یسیر کے تعدد طُرق سے دور ہونے کے قائل ہیں، اسی کا نام حسن لغیرہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں: "اگر یہ کہا جائے کہ حدیثِ ضعیف حجت ہے... تو تُو کہہ کہ جب وہ ایسی حدیث کے ساتھ موصوف ہو جس کے راوی میں سوءِ حفظ کا عیب ہو... اس کا ضعف دور ہو جائے گا جب متعدد طُرق سے ہو۔ اور اگر ضعف کذبِ راوی کی وجہ سے یا حدیث شاذ یا ضعف قوی ہو تو ضعف دور نہیں ہو گا"[14]

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) اور حجیت حسن لغیرہ

حافظ ابن حجر عسقلانی بھی حسن لغیرہ کی حجیت کے قائل ہیں، اس پر آپ کی درج ذیل کتب شاہد ہیں، فتح الباری، نخبۃ الفکر، التلخیص الحبیر، موافقۃ الخُبر الخَبر، القول المسدد، نتائج الافکار، الدرایہ، الاجوبہ، الامالی المطلقہ، بلوغ المرام وغیرہ۔ ذیل میں حجیتِ حسن لغیرہ کے بارے میں آپ کی عبارات پیش کی جاتی ہیں۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں: "حسن لغیرہ وہ حدیث ہے جو دو یا دو سے زیادہ سندوں سے مروی ہو، ان میں سے ہر سند میں ضعف موجود ہو، مگر مجموعی اسناد کی وجہ سے وہ حدیث ضعف سے نکل کر حسن لغیرہ کے درجہ کی طرف ترقی پا لیتی ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس ضعیف حدیث میں ضعفِ غیر شدید پایا جائے"[15]

آپ "اجوبۃ الحافظ" میں فرماتے ہیں: "جب ایک حدیث دو مختلف سندوں سے مروی ہو، ان میں سے ہر ایک ضعیف ہو تو ایک سند دوسری سند کو قوی کر دیتی ہے"[16]

امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) اور حجیت حسن لغیرہ

آپ "فتح المغیث" میں لکھتے ہیں: "جمہور کے نزدیک حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ دونوں حجت ہونے میں صحیح کی اقسام کے ساتھ لاحق ہوتی ہیں"[17]

امام سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) اور حجیت حسن لغیرہ

آپ فرماتے ہیں: "ایسی حدیث سے استدلال کرنے میں کوئی تعجب نہیں جو دو مختلف سندوں سے مروی ہو، اگرچہ ان میں ہر ایک انفرادی طور پر حجت نہیں، جیسا کہ حدیثِ مرسل میں ہوتا ہے جب وہ دوسرے مسند طریق سے مروی ہو یا دوسری مرسل حدیث اس کے موافق ہو"[18]

"احادیث اگرچہ انفرادی طور پر ضعیف ہیں لیکن ایک ضعیف، دوسری کو قوی کرتی ہے"

حسن لغیرہ کی حجیت کے دلائل

دلیلِ اول: تعددِ طُرق سے ثبوتِ حدیث کی معرفت

حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے اور وہ سب ضُعف رکھتے ہوں تو ضعیف ضعیف مل کر بھی قوت حاصل کر لیتے ہیں، بلکہ اگر ضُعف غایت شدت و قوت پر نہ ہو تو جبرِ نقصان ہو کر حدیث درجہ صحت تک پہنچتی ہے۔ جب بھی کسی حدیث پر حکمِ ضعف لگتا ہے تو اس کی بنیاد اور حقیقت یہ ہوتی ہے کہ ضعیف راوی کے بارے میں علم نہیں ہوتا کہ آیا وہ اپنی مروی میں ضابط ہے یا نہیں اس احتمال کی وجہ سے حدیث کو ضعیف کہہ دیا جاتا ہے۔ راوی کی حالت کے بارے میں عدمِ علم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس حدیث پر حکمِ ثبوت نہ لگایا جائے، عدمِ علم اس بات کا مقتضی نہیں ہوتا کہ حدیث کو باطل، موضوع اور من گھڑت کہہ دیا جائے۔ جب اصل حدیث کے لیے متابع یا شواہد مل جاتے ہیں تو وہ احتمال دور ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ضعیف راوی اپنی مروی میں ضابط ہے کیونکہ عدمِ علم، علم بالعدم کو مستلزم نہیں ہوتا۔ اس بات کو محدثین نے بڑے واضح طور پر بیان کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: "جب کمزور حافظے والے راوی کا کوئی متابع مل جائے جو اس سے فوق ہو یا اس کے مثل مگر اس سے کم درجے کا نہ ہو، اسی طرح مختلط، مستور، سند مرسل ہو اور اسی طرح راوی مدلس ہو کہ محذوف کی معرفت نہ ہو رہی ہو۔ ان سب راویوں کی حدیث حسن لغیرہ ہو جائے گی، لذاتہ نہیں۔ ضعیف حدیث متابِع اور متابَع سے مل کر باعتبار مجموعی حسن لغیرہ بنے گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان سب راویوں کے انفرادی طور پر معتبر ہونے اور نہ ہونے کا احتمال تھا لیکن جب ان کے موافق روایات آ گئیں تو دو احتمالوں میں سے ایک جانب ترجیح پا گئی۔ رہی اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث حقیقت میں محفوظ ہے اور توقف کے درجے سے قبولیت کے درجے کی

جانب ترقی پا گئی۔ یہ بات اپنی جگہ درست کہ قبولیت کا درجہ پانے کے باوجود اس کا رتبہ حسن لذاتہ سے کم ہی ہے"[19]

مذکورہ بالا عبارت واضح کرتی ہے کہ حدیث ضعیف میں راوی کے غیر معتبر ہونے کا احتمال تعدد طرق سے زائل ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ نفسِ حدیث موجود ہے اور اس کا ثبوت پایا جاتا ہے۔

علامہ علی قاری حنفی لکھتے ہیں:"تعدد طرق قوت پیدا کرتا ہے اور حدیث کو ضعف سے حسن لغیرہ کی طرف ترقی دیتا ہے اور وہ احکام میں حجت ہے"[20]

آپ "موضوعاتِ کبریٰ" میں لکھتے ہیں:"اگر ضعیف حدیثیں متعدد سندوں سے مروی ہوں تو حدیث ضعیف، حسن کی جانب ترقی پا جاتی ہے"[21]

دلیلِ دوم: ائمہ دین کا حدیث حسن لغیرہ پر عمل

اہل علم کے عمل کر لینے سے بھی حدیث قوت پاتی ہے اگرچہ سند ضعیف ہو۔ حسن لغیرہ کا حجت ہونا اور ضعیف کا دوسری ضعیف سے مل کر قوت پانا اس پر امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ترمذی، امام بیہقیؒ جیسے ائمہ کا عمل خود دلیل ہے۔

حافظ ابن صلاحؒ نے حسن لغیرہ کی حجیت پر استدلال امام شافعیؒ کے اس کلام سے کیا ہے جو انہوں نے حدیث مرسل کے بارے میں کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:"جب بعض شافعی فقہاء نے حدیث مرسل کے حجت ہونے کو بعید جانا تو ہم نے ان کے لیے تابعین کی مرسل کے حوالے سے امام شافعی کی نص پیش کی۔ امام شافعی کبیر تابعی کی مرسل کو مشروط قبول کرتے ہیں؛ مرسل کی مثل جب مسند حدیث ہو، یا دوسری کوئی مرسل ہی اس کے موافق ہو"[22] چند اور بھی شرائط ہیں۔

حافظ ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں:" امام احمد اس حدیثِ ضعیف سے استدلال کرتے ہیں جس کے خلاف کوئی حدیث نہ ہو۔ آپ کی حدیث ضعیف سے مراد وہ حدیث ہے جو امام ترمذی کی حدیث حسن کے قریب ہے"[23]

دلیل سوم: حدیثِ ضعیف، بتعدد طرق بدرجہ اولیٰ حجت

فقہاء اور کثیر محدثین اس حدیثِ ضعیف کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں جس کے موافق نہ تو کوئی دوسری حدیث ہو اور نہ ہی کوئی معارض حدیث ہو۔ ان کے اس عمل سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ حدیث حسن لغیرہ حجت ہے اس لیے کہ جب وہ اس حدیثِ ضعیف سے دلیل پکڑتے ہیں جو متعدد طُرق سے مروی نہ ہو تو پھر وہ حدیث ضعیف بدرجہ اولیٰ حجت ہو سکتی ہے جو متعدد طریقوں سے مروی ہو۔

ابن مَنذرہ (۳۹۵ھ) امام ابو داود کی شرائط کے ضمن میں لکھتے ہیں: "امام ابو داود اسی طرح حدیث کے ماخذ کو لیتے تھے اور ضعیف اسناد کی تخریج کرتے تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے نزدیک ضعیف حدیث قیاس سے زیادہ قوی ہے"[24]

دلیل چہارم: کثیر احکامِ شریعت کی بنیاد حدیث حسن لغیرہ

ائمہ دین نے احادیثِ حسن لغیرہ سے کثیر احکامات مستنبط کیے ہیں اگر اس کی عدمِ حجیت کا قول لیا جائے تو پھر کثیر احکامات کا ضیاع لازم آتا ہے۔

حجیت حدیث حسن لغیرہ کی شرائط

محدثین کے نزدیک ایسی ضعیف حدیث جس میں شدید قسم کا ضعف نہ ہو تو تعددِ طُرق کے سبب وہ ضعیف حدیث قوت پاکر حسن لغیرہ کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے۔ ان علماء کے نزدیک تعدد طُرق کی صورت میں حدیثِ ضعیف کی تقویت کی بنیادی شرط یہ ہے کہ اس حدیث میں ضعفِ شدید نہ پایا جاتا ہو بلکہ ضعفِ غیر شدید ہو۔ ائمہ نے تصریح کی ہے کہ ضعفِ یسیر ہو تو اس کا جبر نقصان ہو جاتا ہے جبکہ ضعفِ شدید کا جبر نقصان نہیں ہوتا۔ ضعفِ غیر شدید کے لیے محدثین ضعفِ یسیر، ضعف خفیف، ضعفِ قریب، ضعفِ محتمل، ضعفِ قلیل اور ضعفِ منجبر جیسی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔

بعض محدثین نے بیان کیا ہے کہ ضعیف حدیث کا ضعف تعدد طرق کی وجہ سے اس وقت ختم ہوتا ہے جب متابع یا شاھد اصل حدیث کے مساوی ہو یا اس سے بھی اعلیٰ ہو۔ ادنیٰ ہونے کی صورت میں ضعیف حدیث تقویت حاصل نہیں کر سکتی جب کہ بعض محدثین نے یہ قول بھی بیان کیا ہے کہ اگر ادنیٰ متابع یا شاہد بھی ہو تو حدیثِ ضعیف قوت پالیتی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فوق یا مثل متابع اور شاھد کی صورت میں ضعف کے ختم ہونے کا قول بیان کیا ہے جبکہ لا دونہ کہہ کر ادنیٰ کی نفی بیان کی ہے[25]

اس تعلق سے ائمہ کی نصوص پیش کی جاتی ہیں کہ کون ساضعف، ضعفِ یسیر کے تحت اور کون ساضعفِ شدید کے تحت داخل ہوتا ہے۔

امام ترمذی کی بیان کردہ شرائط

امام ترمذی نے تقویت حدیث ضعیف کی درج ذیل شرائط بیان کی ہیں:

1. راوی متہم بالکذب نہ ہو 2. حدیث شاذنہ ہو 3. حدیث دیگر اسناد سے بھی مروی ہو[26]

حافظ عراقی کی بیان کردہ شرائط

حافظ عراقی "الفیۃ العراقی" میں حسن لغیرہ کی یہ شرائط بیان کرتے ہیں:

1. سوءالحفظ کا جبر نقصان ہو جاتا ہے۔
2. مرسل کا جبر نقصان ہو جاتا ہے۔
3. راوی کذب کے ساتھ موصوف ہو، حدیث شاذ ہو یا راوی شدید الضعف ہو تو ان صورتوں میں جبر نقصان نہیں ہو گا۔[27]

حافظ ابن صلاح کی بیان کردہ شرائط

حافظ ابن صلاح کے مطابق قابل زوال اور ناقابل زوال ضعف درج ذیل ہیں:

1. سوءحفظ (قابل زوال)۔
2. ارسال (قابل زوال)۔
3. راوی کا متہم بالکذب ہونا (ناقابل زوال)[28]

امام نووی کی بیان کردہ شرائط

امام نووی "التقریب" میں ضعفِ من جبر اور غیر من جبر کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں:

1. ضعف الحفظ (ضعف منجبر)۔
2. ضعف الارسال (ضعف منجبر)۔
3. فسقِ راوی کا ضعف (ضعف غیر منجبر)[29]

حافظ ابن حجر عسقلانی کی بیان کردہ شرائط

حافظ ابن حجرؒ نے ضعف غیر شدید میں ان کا شمار کیا ہے:

1. سوءالحفظ 2. مختلط 3. مستور 4. مرسل
5. مدلس[30]

امام سیوطی کی بیان کردہ شرائط

امام سیوطی "الفیۃ السیوطی" میں منجبر اور غیر منجبر ضعف کا یوں ذکر کرتے ہیں:

1. سوءالحفظ (ضعفِ منجبر) 2. ارسال(ضعفِ منجبر)
3. جہالتِ راوی(ضعیفِ منجبر) 4. فسق(ضعیفِ غیر منجبر)
5. متہم بالکذب(ضعفِ غیر منجبر)[31]

امام سیوطی "تدریب الراوی" میں ضعف مؤثر اور غیر مؤثر کو یوں بیان کرتے ہیں:

1. سوءالحفظ (مئوثر) 2. ارسال (مئوثر) 3. تدلیس (مئوثر)
4. جہالتِ رجال (مئوثر) 5. فسقِ راوی (غیر مئوثر) کذبِ راوی (غیر مئوثر)[32]

امام سخاوی کی بیان کردہ شرائط

امام سخاوی کے مطابق درج ذیل ضعف تقویت پا جاتے ہیں:

1. ضعف فی الضبط 2. کذب کے علاوہ ضعف 3. غیر شاذ
4. غیر معلول[33]

امام سخاوی کی توضیح الابھر کے مطابق درج ذیل ضعف، ضعفِ منجبر کے تحت آتے ہیں:

1. مستور 2. غیر مغفل 3. غیر کثیر الخطاء
4. غیر متہم بالکذب 5. غیر مفسق [34]

امام سخاوی "فتح المغیث" میں منجبر اور غیر منجبر ضعف کو یوں بیان کرتے ہیں:

1. سوءالحفظ(منجبر) 2. اختلاط(منجبر) 3. تدلیس(منجبر)
4. کذبِ راوی(غیر منجبر) 5. شاذ(غیر منجبر) 6. کذبِ راوی اور شاذ کے علاوہ ایسا ضعفِ قوی جو رد کا تقاضا کرے(غیر منجبر)[35]

ضعفِ یسیر اور ضعف شدید کا خلاصہ

مذکورہ بالا اقوالِ ائمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضعفِ یسیر کے تحت آنے والے ضعف یہ ہیں؛سوءالحفظ، مستور، مجہول الحال، غیر مغفل، غیر کثیر الخطاء ، غیر متہم بالکذب ،ضعف فی الضبط، غیر شاذ، غیر معلول، غیر مفسق، اختلاط، تدلیس، جہالتِ رجال، ضعف الانقطاع، ضعف الحفظ، ضعف الارسال۔

اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ضعفِ شدید کے تحت آنے والے ضعف یہ ہیں؛کذبِ راوی، متہم بالکذب، فسقِ راوی، راوی کا متہم بالفسق ہونا، الکذب المختلق، شاذ، کذبِ راوی اور شاذ کے علاوہ ایسا ضعفِ قوی جو رد کا تقاضا کرے، فحش الغلط اور کثرۃ غفلت۔

نتائج و خلاصہ بحث

جمہور محدثین کے نزدیک حدیث حسن لغیرہ حجت اور قابل قبول ہے۔ مگر اس میں ایک بنیادی اور اہم شرط یہ ہے کہ حدیث ضعیف میں ضعف خفیف و یسیر (سوء الحفظ، انقطاع، ارسال وغیرہ) ہو تب ہی تعدد طرق یعنی متابع اور شواہد کی وجہ سے حدیث، ضعف کے درجہ سے نکل کر حسن لغیرہ کے درجہ کی طرف ترقی پاتی ہے۔ جمہور محدثین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اگر ضعف شدید (کذب راوی، راوی پر کذب کی تہمت اور فسق راوی وغیرہ) ہو تو ایسی حدیث تعدد طرق اور دیگر سندوں کے باوجود ضعیف کی ضعیف ہی رہتی ہے۔

سفارشات

پیش نظر مقالہ میں حسن لغیرہ کی حجیت کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس کی قبولیت کی شرائط بھی زیر بحث لائی گئی ہیں۔ تاہم یہ صورتیں اور مثالیں ایک خاص پہلو سے بیان کی گئی ہیں اور وہ پہلو یہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ کے مطابق مردود کی دو قسمیں ہیں؛ ضعیف باعتبار سقوطِ سند اور ضعیف باعتبار طعن فی الراوی۔ یہاں انہی دونوں جہات سے بحث کی گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان جہات کے علاوہ جو دیگر ضعیف کی اقسام ہیں ان کو بھی زیر بحث لایا جائے اور ان کے متعلق بھی نہ صرف محدثین بلکہ دیگر فقہائے کرام کی آراء کا بھی جائزہ پیش کیا جائے، تاکہ تشنگانِ علم کی مزید تشفی کا سامان ہو سکے۔

References

[1]۔ابن حجر، احمد بن علی ، **نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر** (رياض: مطبعة سفير، 1422 ھ) ص:78

Ibn e Hajar, Ahmad bin AlĪ, *Nuzhat ul nazar fi tawzeeh nukhbat ul fikar* (Ryād, Matbā safĪr, 1422 Ah), 78

[2]۔نزهة النظر , ص:68

Nuzhat-ul-Nazar, 68

[3]۔السخاوي، محمد بن عبد الرحمن، **فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي** (مصر:مطبعة مكتبة السنة، 1424ھ) ص:90

Al-sakahawĪ, Muhammad bin Abdurrahmān, *Fath-ul-MugĪs Beshar e Alfyat al-hadĪth* (Misar: Matbāa Maktaba Assunnah, 1424Ah), 68

[4]۔ ايضا ، ص:33

Ibid, 33

[5]۔ابن جوزي، عبد الرحمن بن علي، **الموضوعات** (مدينه منوره: المكتبه السلفيه، 1486 ھ) ص:35

Ibn e jozĪ, Abdurrahmān bin AlĪ, *Al-Mozooāt*, (MadĪna Munawwara: Al-Maktaba Al-Salafyyah, 1486 Ah), 35

[6]۔الترمذي، محمد بن عيسى، **العلل الصغير** (بيروت: دار إحياء التراث العربي، بدون التاريخ) ص:758

Al-Tirmazi, Muhammad bin Īeesa, *Al-e`lal Al-Sagheer* (Berūt: Dar Ihyā ul Turās Al-Arabi), 758

[7]۔البقاعي، إبراهيم بن عمر، **النكت الوفية بما في شرح الألفية** (بيروت: مكتبة الرشد) 1428 ھ) ص:224

Al-Baqai, IbrahĪm bin Umar, *Al-Nukat Al-Wafia bema fi sharh Al-Alfyya* (Berūt: Maktaba Al-Rushd, 1428 Ah), 224

[8]۔زين الدين، زكريا بن محمد، **فتح الباقي بشرح ألفية العراقي** (بيروت: دار الكتب العلمية، 1422 ھ) ص:145

Zain ul DĪn, Zakaryya bin Muhammad, *Fathul baqi bisharh e Alfyat al-Iraqi* (Berūt: Dar ul Kutab Al-Ilmyya), 145

[9]۔البيهقي، أحمد بن الحسين، **دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة** (بيروت: دار الكتب العلمية ، 1405 ھ) ص:39

Al-Baihaqi, Ahmad bin Hussain, *Dlāyl ul Nubwwah w mārifat Ahwāl Sahib al-shariah* (Berūt: dar ul kutab al-Ilmyya, 1405 Ah), 39

[10]۔ابن الصلاح ، عثمان بن عبد الرحمن ، **مقدمة ابن الصلاح**، (بيروت: دار الفكر المعاصر، 1406 ھ) ص:31

Ibn ussalāh, Usmān bin Abdurrahmān, *Muqadma Ibn Al-Salah* (Berūt: Darul Fikar Al-Muāsir, 1406 Ah),31

[11]۔النووي، يحيى بن شرف، **التقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير النذير في أصول الحديث** (بيروت: دار الكتاب العربي، 1405ھ) ص:31

Al-Nwawi, Yahyā bin sharaf, *Al-taqreeb wal-taiseer limarifat sunan al-bashir al-nazeer fi Usool al-hadith* (Berūt: darul kitāb al-arabi, 1405 Ah),31

[12]۔النووي، يحيى بن شرف، **المجموع شرح المهذب** (بيروت: دار الفكر، بدون التاريخ) ج:7، ص:197

Al-Nwawi, Yahya bin Sharaf, *Al-Majmo`Shrah al Muhazzab* (Berūt: Dar ul Fikar), 7:197

[13]۔الزركشي، محمد بن عبد الله، **النكت على مقدمة ابن الصلاح** (رياض: أضواء السلف، 1419ھ) ج:1، ص:322

Al-Zarkashi, Muhammad bin Abdullah, *Al-Nukat Ala Muqadma Ibn al-salah* (Ryād: Adwā ul Salaf, 1419 Ah) 1:322

[14]۔العراقي، عبد الرحيم بن الحسين، **آلفية العراقي** (رياض: مكتبة دار المنهاج للنشر والتوزيع، 1428ھ) ص:98

Al-Eraqi, Abdurraheem bin Al-Hussain, *Alfyya Al-Iraqi* (Ryād: Maktaba Dar al-minhaj, 1428 Ah), 98

[15]۔ابن حجر، احمد بن علی، **التلخيص الحبير** (بیروت: دار الكتب العلمية، 1419ھ) ص:8

Ibn e Hajar, Ahmad bin AlĪ, *Al-Talkhees ul al-habeer* (Berūt: dar-ul-kutab al-Ilmyyah, 1419 Ah), 8

[16]۔ابن حجر، احمد بن علی، **اجوبة الحافظ ابن حجر** (دمشق: دار النوادر، 1435ھ) ج: 10، ص:12

Ibn e Hajar, Ahmad bin AlĪ, *Ajwibat ul Al-hafiz ibn e hajar*, (Damishq: dar-ul-nwadir, 1435 ah) 10:12

[17]۔فتح المغيث، ج:1، ص:93

Fath-ul-MugĪs, 1:93

[18]۔السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، **تدريب الراوي**، دار طيبة، ج:1، ص:174

Al-Syūti, Abdurrahman bin AbĪ bakar, *Tadreeb ul RavĪ* (dar tayba) 1:174

[19]۔نزهة النظر، ص:129

Nuzhat-ul-nazar, 129

[20]۔مرقاة المفاتيح، ج:2، ص:439

Mirqāt-ul-mafateeh, 2:439

[21]۔ملا، علي بن محمد القاری، **الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة**، (بيروت: دار الأمانة) ص:481

Mulla Ali Qari, *Al-asrar ul marfooā fil akhbar al-mozooā* (Berūt: dar-ul-amana), 481

[22]۔مقدمة ابن الصلاح، ص:32، 33

Muqadma ibn al-salāh, 32,33

[23]۔ابن رجب، عبد الرحمن بن أحمد، **شرح علل الترمذي**، (اردن: مكتبة المنار الزرقاء، 1407ھ) ج:2، ص:576

Ibn rajab, Abdurrahmān bin ahmad, *Sharah Elal Al-Tirmazi* (Ūrdan: Maktaba al-manar al-zarqaa, 1407 Ah) 2:576

[24]۔ابن المَنذره، محمد بن إسحاق، **رسالة في فضل الأخبار وشرح مذاهب أهل الآثار وحقيقة السنن** (رياض: دار المسلم، 1414ھ) ص:73

Ibn-ul-manzarah, Muhammad bin Ishāq, *Risalah fi fazl al-akhbār wa shar mazāhib ahl al-Asār wa haqeeqat alsunan* (Ryād: dar ul muslim, 1414 Ah), 73

[25]۔نزهة النظر، ص:129

Nuzhat-ul-Nazar, 129

[26]۔العلل الصغير للترمذی، ص:758

Al-Elal Al-SagĪr by Tirmazi, 758

[27]۔آلفية العراقي، ج:1، ص:98

Alfyyah Al-Eraqi, 1:98

[28]۔مقدمة ابن الصلاح، ص:34

Muqadma Ibn Al-Salah, 34

[29]۔التقريب للنووی، ص:31

Al-taqreeb by Nwawi, P:31

[30]۔ نزهة النظر، ص:129

Nuzhat ul Nazar, P:129

[31]۔ ألفية السيوطي، ص:10

Alfyyah by Syūti, P:10

[32]۔ تدريب الراوي، ص:192

TadrĪb ul Ravi, P:192

[33]۔ التوضيح الأبهر، ص:33

Al-Tawzeeh al-Abhar, P:33

[34]۔ فتح المغيث، ج:1، ص:91

Fath-ul-mugĪs, 1:91

[35]۔ فتح المغيث، ج:1، ص:96

Fath-ul-mugĪs, 1:96